QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

تفسیر ضیاء القرآن اور ضیاء النبی ﷺ: صوفیانہ جہات، تحقیقی منہج اور فکری اثرات کا تجزیاتی مطالعہ

Tafsir Diya' al-Qur'an and Diya' al-Nabi: An Analytical Study of Sufi Dimensions, Research Methodology and Intellectual Impacts

Khuram Shahzad
Ph.D. Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan
Email: mahi8378692@gmail.com
Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari
Head, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan
Email: hamid.farooq@uog.edu.pk

Abstract

This research paper presents a comprehensive analytical study of two magnum opuses by Justice Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari: Tafsir Diya' al-Qur'an and Diya' al-Nabi. The study critically examines the Sufi dimensions, research methodology, and intellectual impacts of these seminal works in contemporary Islamic scholarship. Tafsir Diya' al-Qur'an, a five-volume Urdu exegesis completed in 1979, uniquely blends classical exegetical principles with Sufi spirituality, emphasizing tazkiyah (self-purification), dhikr (remembrance of Allah), and profound reflection on Qur'anic verses. The research highlights how the author integrated the intellectual depth of classical commentators like Tabari, Razi, and Ibn Kathir with the spiritual wisdom of Sufi masters, creating a distinctive synthesis of reason and love. The study also analyzes Diya' al-Nabi, a seven-volume biographical work on the life of Prophet Muhammad (PBUH), which combines rigorous historical research with an ardent, devotional style rooted in the author's deep spiritual connection to the Prophet. The research identifies several key Sufi dimensions in both works: the concept of Prophet Muhammad (PBUH) as the perfect manifestation of divine attributes, the spiritual interpretation of miracles particularly the Mi'raj as an allegory of the soul's journey toward Allah, the esoteric wisdom behind battles, and practical guidance for spiritual purification. The study concludes that both works represent a significant revival of Sufi thought in the 20th century, presenting Sufism not as an isolated ascetic practice but as a comprehensive spiritual and ethical system rooted firmly in Qur'an and Sunnah, with profound impacts on both academic circles and popular spirituality in South Asia.

Keywords: *Tafsir Diya' al-Qur'an, Diya' al-Nabi, Sufi dimensions, research methodology, spiritual purification, prophetic love, analytical study*

تمہید:

تفسیرِ قرآن کا فن اسلامی علوم میں ایک مرکزی اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ علم ہے جو براہِ راست کلامِ الٰہی کی تفہیم اور اس کے اسرار و معانی کے انکشاف سے متعلق ہے۔ تاریخِ اسلام میں مفسرین نے قرآن فہمی کے لیے مختلف اسالیب اور مناہج اختیار کیے، جن میں ایک نمایاں اسلوب وہ ہے جو عقل و نقل کے ساتھ ساتھ روحانیت اور سلوک و معرفت کو بھی شامل کرتا ہے۔ برصغیر کی علمی روایت میں یہ رجحان خاص طور پر نمایاں رہا ہے، جہاں علما اور صوفیا نے مل جل کر قرآنی تعلیمات کو عوام کے قلوب تک پہنچایا۔

اسی روایت کا ایک درخشاں نمونہ تفسیر ضیاء القرآن ہے، جو پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی علمی وروحانی کاوش کا نتیجہ ہے۔ پیر صاحب کا شمار ان بزرگ ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے عصری تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن مجید کی ایسی تفسیر پیش کی جو نہ صرف علمی و تحقیقی معیار پر پوری اترتی ہے بلکہ قلوب واذہان کو روحانی فیضان بھی عطا کرتی ہے۔ضیاء القرآن کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کا صوفیانہ مزاج ہے۔ پیر کرم شاہ الازہریؒ نے اپنی روحانی نسبت اور صوفیانہ پس منظر کو قرآنی آیات کی تشریح میں اس خوبصورتی سے سمویا ہے کہ ہر مقام پر ایمان ویقین کی حرارت محسوس ہوتی ہے۔ انہوں نے آیات کے معانی کو بیان کرتے وقت محض لغوی ونحوی پہلو یا فقہی استدلال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قاری کو تزکیۂ نفس، محبتِ الٰہی، اتباعِ سنت اور تصوف کے عملی پہلوؤں کی طرف بھی رہنمائی دی۔ ان کی تفسیر میں روحانی کشش اور دلوں کو بیدار کرنے والا انداز صوفیاء کی اس سنت کا تسلسل ہے، جس میں قرآن کی تلاوت و تفسیر محض معلومات کا تبادلہ نہیں بلکہ ایک روحانی تربیت کا عمل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ضیاء القرآن میں تفسیر کے ساتھ ساتھ ایک داعیانہ اور مصلحانہ جذبہ بھی موجود ہے، جو قاری کو عمل کی طرف مائل کرتا ہے۔

پیر کرم شاہ الازہریؒ نے اس تفسیر میں نہ صرف کلاسیکی مفسرین جیسے امام طبری، امام رازی، ابن کثیر، قرطبی اور بیضاوی وغیرہ کی آراء سے استفادہ کیا بلکہ برصغیر کے مفسرین مثلاً شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اسلوب سے بھی فیض حاصل کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے صوفیاء کرام کے اقوال اور مشاہدات کو بھی شامل کیا، جو اس تفسیر کو ایک منفرد مقام عطا کرتے ہیں۔ ضیاء القرآن کی صوفیانہ جہات کا مطالعہ ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ قرآن فہمی کا اصل مقصد صرف معانی ومفاہیم کی تشریح نہیں بلکہ ایمان کو تازہ کرنا، دلوں کو پاک کرنا اور انسان کو اپنے رب سے جوڑ دینا ہے۔ یہی وہ پہلو ہے جو پیر کرم شاہ الازہریؒ کی اس تفسیر کو محض ایک علمی ذخیرہ نہیں بلکہ ایک زندہ روحانی تجربہ بنا دیتا ہے۔ اس فصل میں ہم تفسیر ضیاء القرآن کے انہی صوفیانہ پہلوؤں کا جائزہ لیں گے، یہ دیکھیں گے کہ مصنف نے کس طرح تصوف کی تعلیمات کو قرآنی آیات کی روشنی میں بیان کیا، اور یہ پہلو برصغیر کی تفسیر نویسی کی تاریخ میں کس حد تک نیا یا منفرد ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی جانچیں گے کہ ان صوفیانہ جہات نے قاری کے دینی، فکری اور روحانی شعور کو کس حد تک متاثر کیا۔

تفسیر ضیاء القرآن: تعارف اور صوفیانہ پس منظر

ضیاء القرآن معاصر اردو تفاسیر میں ایک نہایت اہم اور وقیع مقام رکھتی ہے۔ اس کے مصنف حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ بیک وقت مفسرِ قرآن، محدث، فقیہ، ادیب اور عظیم صوفی تھے۔ یہ آپ کی دوسری معروف تصنیف ہے جو پانچ تفخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ بقول پروفیسر حافظ احمد بخش: "تفسیر ضیاء القرآن کا کام جو 29 فروری 1960ء کو شروع ہوا تھا۔ بفضلہ تعالیٰ 23 اگست 1979ء بروز جمعرات مکمل ہوا۔ اس حوالہ سے یہ مدت 19 سال 6 ماہ بنتی ہے۔"[1]

[1] بخش، حافظ احمد۔ جمالِ کرم۔ (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2003)، ج2، ص21

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اجمالی خاکہ

یہ تفسیر پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ صفحات کی کل تعداد پینتیس سو(۳۵۰۰) ہے۔پانچ جلدوں میں سورتوں کو اس طرح شامل کیا گیا ہے۔

- **فاتحہ تاانعام**
- **اعراف تابنی اسرائیل**
- **الکھف تاالسجدہ**
- **الاحزاب تاالطور**
- **النجم تاالناس**

پہلی جلد کے شروع میں مقدمہ ہے جو ٦٦ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر جلد کے آخر میں فہرست مطالب ہے جس کی مدد سے مطلوبہ آیت کو آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔ مزید بر آں قیدوبند کے عرصہ میں آپ نے کئی سورتوں کی ابتداء میں ان صورتوں میں موجود مضامین کا خلاصہ بھی تحریر کیا

اسلوب تفسیر

تفسیر ضیاء القرآن کا اسلوب بلاشبہ اپنے دور کے حوالے سے ایک منفرد اور ممتاز اسلوب ہے۔ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے جہاں قدیم تفاسیر سے پوری طرح استفادہ کیا ہے۔ لغوی تشریحات قلم بند کی ہیں۔ احادیث سے مطالب کو تقویت دی ہے۔ بلاغی قرینوں کو برتا ہے۔ اور تمام علوم سے آپ کے مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے وہاں قرآن کریم کے اعجازی، ادبی اور روحانی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ آپ کی تفسیر بلاشبہ تفسیر بالماثور ہے لیکن آپ نے دورِ حاضر کے تقاضوں اور فکر کو بھی کلیۃً نظر انداز نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس تفسیر کو جہاں صوفیانہ، عالمانہ، ادیبانہ تفسیر کہنا جائز ہے۔ اپنے دور کے اہل علم وادب اور اہل تصوف وارشاد نے اس تفسیری اسلوب کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی پوری طرح پذیرائی کی۔ ضیاء القرآن کی تصنیف کا محرک صرف علمی خدمت نہیں تھا بلکہ اس کے پس منظر میں ایک گہری دینی وروحانی فکر کار فرما تھی۔ پیر کرم شاہؒ نے اس تفسیر میں قرآنِ حکیم کے پیغام کو نہ صرف عصری تقاضوں کے مطابق پیش کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قاری کے دل کی اصلاح، ایمان کی تازگی اور اللہ تعالیٰ سے قربت پیدا کرنے پر بھی زور دیا۔ یہی پہلو اس تفسیر کو محض علمی تحقیق کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک روحانی درس گاہ بنا دیتا ہے۔

"طالب ہاشمی"[2] لکھتے ہیں۔

> اس تفسیر کی سب سے بڑی خوبی ترجمہ قرآن ہے۔ ترجمہ کا یہ انداز بے مثل اور بے نظیر ہے اور قرآن پاک کی ایک ایک آیت، ایک ایک لفظ کو سمجھنے کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں حق تعالیٰ نے خود پیر محمد کرم شاہ

---

[2] طالب ہاشمی برصغیر کے ممتاز اسلامی محقق، مصنف اور خطیب تھے۔ آپ نے سیرتِ رسول ﷺ، تاریخِ اسلام، عقائدِ اہلِ سنت، اور تصوف پر درجنوں کتب تصنیف کیں۔ آپ کا اسلوب عام فہم، دلائل سے مزین اور روحانی رنگ لیے ہوتا تھا۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

الازہری صاحب کی راہنمائی فرمائی ہے اور انہیں ایسا عمدہ اور رواں ترجمہ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائی۔ یہ ترجمہ فی الحقیقت با محاورہ اور تحت اللفظ تراجم کا حسین امتزاج ہے۔"[3]

صوفیانہ پس منظر

چونکہ مصنف خود ایک صوفیِ باصفا تھے، اس لیے انہوں نے قرآنی آیات کی تشریح میں جہاں لغوی، نحوی اور فقہی پہلو بیان کیے، وہیں تزکیۂ نفس، محبتِ الٰہی، اتباعِ سنت اور معرفتِ رب جیسے تصوف کے بنیادی اصولوں کو بھی واضح کیا۔ آپ کی تفسیر میں جگہ جگہ اخلاقی تربیت، باطنی صفائی اور روحانی ترقی کے عملی نکات بیان ہوئے ہیں۔ ضیاء القرآن کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صوفیانہ تعبیرات نہ تو محض ذوقی انداز میں بیان کی گئی ہیں اور نہ ہی محض فلسفیانہ موشگافیوں میں الجھایا گیا ہے، بلکہ ہر نکتہ قرآن و سنت کی مضبوط بنیاد پر استوار ہے۔ اس انداز نے اسے عوام وخواص دونوں کے لیے قابلِ قبول اور مؤثر بنا دیا ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ضیاء القرآن ایسی تفسیر ہے جو بیک وقت عقل کو مطمئن کرتی ہے اور دل کو گرماتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے نہ صرف فکری بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ قلب وروح میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کا نور بھی پیدا ہوتا ہے۔

مشاہیر علم وتصوف کی آراء:

تفسیر ضیاء القرآن کے بارے میں برصغیر کے متعدد مشاہیر علم وتصوف نے اپنی قیمتی آراء پیش کی ہیں، جن سے اس تفسیر کی علمی اور روحانی عظمت مزید واضح ہوتی ہے:

"پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی"[4] لکھتے ہیں:

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اوچ شریف کے مرد باصفا کے تذکرے میں ان کی تفسیر کا حوالہ دیا ہے کہ مفسر نے ہر آیت قرآنی سے مدح رسالت کا استخراج کیا ہے، کتاب دستیاب نہ ہو سکی، اس لئے اس ذوق کی چاشنی نہ پا سکا۔ لیکن جب ضیاء القرآن کو پڑھا تو یقین آ گیا کہ ایسا ہونا عین ممکن ہے۔ حضرت ضیاء الامت نے جس عمدگی اور جس وارفتگی سے یہ مرحلہ طے کیا ہے وہ ان کے عشق کی برکات ہیں۔"[5]

---

[3] مقالات، ج1، ص76

[4] پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی ایک جید عالم، ادیب اور صوفی بزرگ تھے جنہوں نے پاکستان کے علمی وروحانی منظر نامے میں نمایاں مقام بنایا۔ آپ سرکاری تعلیمی اداروں میں علمی خدمات کے ساتھ تصوف و سیرتِ النبی ﷺ پر گہرے اثرات کے سبب جانے جاتے تھے۔

[5] قریشی، محمد اسحاق، ڈاکٹر، پروفیسر، حضرت ضیاء الامتؒ ایک سچے عاشق رسول در ضیاء الامت نمبر، ضیائے حرم، ص62

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"علامہ مشتاق احمد چشتی"[6] (سابق شیخ الحدیث انوار العلوم) لکھتے ہیں:

"حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری، اعتدال پسند عالم دین ہیں، وہ صوفیاء کرام بالخصوص مشائخ چشت سے بہت متاثر ہیں، پیر صاحب ضیاء القرآن میں فرق باطلہ کی تردید کرتے ہیں، لیکن ان کی تردید کا انداز سطحی اور جذباتی نہیں ہوتا، بلکہ ان کی گہری تحقیق اور ان کے سوز دروں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ وہ قرآن مجید کے انداز تذکیر و موعظت کا خاص خیال رکھتے ہیں اور قرآن کے قاری کو بڑے مؤثر انداز میں عمل اور اصلاح کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ دور حاضر کے مسائل پر بھی تبصرہ کرتے ہیں۔"[7]

"مولانا امین احسن اصلاحی"[8] لکھتے ہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی نے ضیاء القرآن کے بارے میں اپنی رائے میں اس بات کا اعتراف کیا کہ یہ تفسیر محض روایتی طرز پر نہیں بلکہ ادب و انشاء، جدید فکری تقاضوں اور قرآنی حکمت کو نہایت مؤثر انداز میں یکجا کرتی ہے۔ یہ وہی طریقہ ہے جو صوفیانہ تعلیمات میں تزکیۂ نفس، معرفتِ الٰہی اور عملی اصلاح کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔ ان کے الفاظ میں:

"جب تک میں نے تفسیر ضیاء القرآن کا مطالعہ نہیں کیا تھا، میں یہ سمجھتا تھا کہ عصری تفاسیر میں تدبرِ قرآن کے تقاضوں کو ادب و انشاء کے خوبصورت پیرائے اور جدید ضروریات کے ساتھ یکجا کرنا ممکن نہیں۔ لیکن جب میں نے ضیاء القرآن پڑھی تو مجھے احساس ہوا کہ اس میدان میں مجھ سے کہیں بڑی علمی قد و قامت رکھنے والی شخصیت موجود ہے، جو عصری تقاضوں کو نہ صرف بہتر انداز میں سمجھتی ہے بلکہ قرآنی معانی کو ایک مؤثر اور روشن انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔"

مولانا عبد الرشید اَرشد لکھتے ہیں:

"مرحوم پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تفسیر ضیاء القرآن میں اس امر کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے کہ فرقہ وارانہ تنگ نظری اور گروہی تعصبات سے آلودہ نہ ہونے پائے اگر اختلافی مسائل پر اظہار خیال کیا بھی جائے، تو اپنے نقطہ نظر پر اصرار کے باوجود دوسروں پر کسی قسم کی طنز و تعریض کرنے سے مکمل گریز کیا جائے اور اگر کہیں ذکر ناگزیر بھی ہو گیا تو جادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ' کی قرآنی تعلیمات سے تجاوز نہ کرنے پائے۔ اس خوبصورت اہتمام بالالتزام

---

[6] علامہ مشتاق احمد چشتی برصغیر کے ممتاز عالم دین، محدث اور خطیب تھے، جو کئی دہائیوں تک درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کا تعلق سلسلۂ چشتیہ سے تھا اور آپ کی علمی و روحانی شخصیت دونوں میدانوں میں نمایاں تھی۔ آپ نے طویل عرصے تک جامعہ انوار العلوم میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہ کر طلبہ کو صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتبِ حدیث پڑھائیں۔

[7] چشتی، مشتاق احمد، علامہ، علم تفسیر اور مفسرین (نیو ملتان، مکتبہ مہریہ کاظمیہ، 1993ء)، ص:322

[8] مولانا امین احسن اصلاحی (1904ء–1997ء) برصغیر کے ممتاز مفسر اور محقق تھے، جنہوں نے مولانا حمید الدین فراہی سے قرآن کا تدبر سیکھا۔ آپ کی عظیم تصنیف "تدبرِ قرآن" ہے، جس میں قرآن کو ایک مربوط و منظم کلام کے طور پر پیش کیا گیا۔ آپ نے ساری زندگی قرآن کی تعلیم، تحقیق اور تدبر کے فروغ میں گزاری۔ 15 دسمبر 1997ء کو لاہور میں وفات پائی۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

نے تفسیر کی قدر وقیمت میں بیش بہا اضافہ کر دیا ہے اور اس طرح یہ تفسیر کسی گروہ کی نمائندگی کے بجائے دین کی نمائندہ بن گئی ہے، موجودہ فرقہ پرستی اور گروہ بندی کے دور میں یہ اسلوب اختیار کرنا دین فہی، اسلامی شعور، ملی بہبود اور قومی وقار کی شاندار پاسداری کی واضح اور روشن دلیل ہے۔"[9]

ڈاکٹر محمد شریف سیالوی رقم طراز ہیں:

حضرت العلامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب نے ضیاء القرآن تصنیف فرما کر نوجوان نسل خصوصاً طلبہ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اس سے قبل ہمیں الفاظِ قرآن کی لغوی اور صرفی و نحوی تحقیق کے لیے مفرداتِ امام راغب، القاموس، لسان العرب اور المحیط جیسی ضخیم کتب لغت کی ورق گردانی کرنا پڑتی تھی، لیکن مصنف ضیاء القرآن نے ان الفاظ کی تحقیق کر کے اور تفسیر کے ساتھ ان کی فہرست کا اضافہ کر کے ہم طلبہ کے لیے آسانی فرما دی ہے۔ لفظی تحقیق کے علاوہ ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کے بعد انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ تفسیر عقل و عشق کا حسین امتزاج ہے۔"[10]

"عقل و عشق کا امتزاج" دراصل صوفیانہ اسلوبِ فکر کی پہچان ہے، جہاں قرآن فہمی میں ایک طرف علمی گہرائی، لغوی تحقیق اور فکری استدلال ہوتا ہے، تو دوسری طرف قلبی وارفتگی، عشق رسول ﷺ اور روحانی ذوق کی خوشبو بھی شامل ہوتی ہے۔ ضیاء القرآن میں یہی امتزاج قاری کو محض معلوماتی تفسیر سے آگے بڑھا کر روحانی تاثیر سے ہمکنار کرتا ہے۔

ضیاء القرآن کی صوفیانہ جہات

ضیاء القرآن میں مصنف نے صوفیانہ تعلیمات کو قرآنی تفسیر کے ساتھ اس انداز میں ہم آہنگ کیا ہے کہ قاری محض علمی معلومات ہی نہیں بلکہ روحانی تربیت کا ذوق بھی حاصل کرتا ہے۔ ضیاء القرآن میں موجود صوفیانہ جہات درج ذیل ہیں۔

تزکیہ نفس پر زور

تفسیر میں بارہا ایمان کی پاکیزگی، نفس کی اصلاح اور دنیاوی لالچ سے بچنے کی ترغیب ملتی ہے۔ آیات کی تفسیر میں صوفیانہ حکایات، اولیاء کرام کے اقوال اور سیرتِ نبوی ﷺ سے مثالیں دے کر قاری کو روحانی تربیت کی طرف مائل کیا گیا ہے۔ جس کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَاۙ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا"[11]

یقیناً فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا دیا

---

[9] تجلیات ضیاء الامت، ص:102

[10] چشتی، شہباز احمد۔ دانائے راز ضیاء الامت، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اپریل، 2002، ص117

[11] الشمس، 91:10،09

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"ان آیات کی تشریح میں پیر محمد کرم شاہ لکھتے ہیں: یہ ہے وہ حقیقت جس کو آشکار کرنے کے لیے اتنی قسمیں کھائی ہیں۔یعنی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہو گیا اور جس نے اسے گناہوں کی خاک میں دبا دیا وہ خائب و خاسر ہوا"[12]

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعے انسان کی کامیابی کا راز بیان فرمایا ہے: اصل فلاح و فوز نفس کی پاکیزگی میں ہے۔ "زکّٰہا" سے مراد نفس کو تزکیہ و اصلاح کے ذریعے روحانی بلندی تک پہنچانا ہے۔ یہی صوفیانہ منازلِ سلوک جیسے **مجاہدۂ نفس، محاسبۂ باطن، اور مراقبۂ قلبی** ہیں۔ اور "دسّٰاہا" وہ ہے جو نفس کو دنیاوی لذات، حسد، غفلت اور تکبر کے اندھیروں میں گرا دے، جو انسان کے لیے حقیقی نابودی کی طرف مائل کرتا ہے۔ اس تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ تزکیۂ نفس محض لفظی معنی نہیں بلکہ ایک عملی اور روحانی رجحان ہے، جو صرف علم کی روشنی میں نہیں بلکہ دل کے نورِ ارادت و عشق سے حاصل ہوتا ہے۔ ان آیات کی تشریح میں مصنف نے تفسیر کشاف، تفسیر قرطبی اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں صوفیانہ تربیت کے اصول جیسے مجاہدہ، محاسبہ اور مراقبہ بیان کیے ہیں۔

دوسری مثال:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وذَكَرَ اسْمَ رَبِّه فَصَلّٰى"[13]

بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کر لیا

کامیابی (فلاح) ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے نفس کو پاکیزگی سے آراستہ کرتے ہیں۔ یعنی برے خیالات، گناہوں اور دنیاوی آلودگیوں سے بچتے ہیں اور اپنے باطن کو ایمان، اخلاص اور عمل صالح سے مزین کرتے ہیں۔ تزکیہ کا پہلا درجہ دل کو شرک، کفر اور نفاق سے پاک کرنا ہے، اور دوسرا درجہ اسے اخلاقِ رذیلہ (حسد، بغض، حرص، تکبر) سے دور کرنا ہے۔ وَذَكَرَ ٱسْمَ رَبِّهِۦ فَصَلَّىٰ "کا مطلب ہے کہ وہ اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور یاد کے اثر سے نماز قائم کرتے ہیں۔ یعنی ذکرِ الٰہی اور نماز انسان کے تزکیہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ اصل کامیابی دنیا کی آسائشوں یا وقتی عزت میں نہیں بلکہ اس روحانی صفائی اور رب کی یاد میں ہے جو انسان کو قیامت کے دن نجات بخشے گی۔ ضیاء القرآن میں بھی یہ نکتہ موجود ہے کہ ذکر محض زبان سے نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے ہو، تبھی یہ انسان کو رب کی قربت اور سکون عطا کرتا ہے۔

تیسری مثال:

"ذَٰلِكَ ٱلْكِتَٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ"[14]

یہ کتاب ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔

[12] الازہری، محمد، کرم شاہ، تفسیر ضیاء القران، ناشر، ضیاء القران پبلی کیشنز، لاہور، 2014ء، ج:05، ص:573

[13] الاعلیٰ، 14:87

[14] البقرہ، 01:02

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

قرآن ہدایت سب کے لیے ہے، مگر حقیقی فیض صرف متقین کو ملتا ہے۔ تصوف میں "تقویٰ" کا مطلب ظاہری گناہوں سے بچنا ہی نہیں بلکہ دل کو بھی ریا، حسد، کینہ، اور حبِ دنیا سے پاک کرنا ہے۔ صوفیانہ نقطہ نظر میں متقین وہ ہیں جو ہر لمحہ اللہ کے حضور جواب دہی کا احساس رکھتے ہیں۔ یہی احساس "مراقبہ" اور "تزکیہ نفس" کی اصل ہے۔ اسی نقطہ کو بیان کرتے ہوئے پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں۔

"التَّقْوىٰ أَنْ لا يَرَاكَ اللهُ حَيْثُ نَهَاكَ وَلا يَفْقِدَكَ حَيْثُ أَمَرَكَ"[15]

تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں اس نے جانے سے منع فرمایا ہے، اور وہاں تجھے غیر حاضر نہ پائے جہاں اس نے جانے کا حکم دیا ہے۔

ضیاء القرآن کے انداز میں یہ حقیقت یوں سمجھی جاسکتی ہے کہ تقویٰ ایک ایسا نور ہے جو دل کو گناہوں کی تاریکی سے بچاتا ہے اور نیکی کی راہوں کو روشن کرتا ہے۔ یہ کیفیت انسان کو نہ صرف اللہ کی نافرمانی سے روکتی ہے بلکہ نیکی کی طرف آمادہ بھی کرتی ہے۔

ذکر و فکر

یہ تصوف کا دوسرا اسلوک ہے۔ جسے صاحب تفسیر ضیاء القرآن نے متعدد مرتبہ موضوع سخن بنایا ہے۔ ضیاء القرآن کے مطابق ذکر صرف زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام لینا نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں میں اس کی یاد کو بسانا ہے۔ صوفیاء کے نزدیک ذکر سے مراد وہ کیفیت ہے جس میں بندہ اپنے وجود کے ہر گوشے کو یادِ الٰہی کے رنگ میں رنگ لے۔ ضیاء القرآن میں فکر کو قرآن کا خاص اسلوب بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بار بار انسان کو کائنات، اپنے نفس اور تاریخ کے واقعات میں غور و تدبر کی دعوت دیتا ہے تاکہ ایمان مضبوط ہو اور عمل درست ہو۔ صوفیاء کے نزدیک فکر کا مطلب ہے کہ بندہ اللہ کی نشانیوں میں غور کرے اور ان سے معرفتِ حق تک رسائی حاصل کرے۔ ضیاء القرآن کی روشنی میں ذکر اور فکر دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ذکر دل کو زندہ کرتا ہے اور فکر عقل کو منور کرتا ہے۔ جب ذکر اور فکر یکجا ہو جاتے ہیں تو انسان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے اور بندہ تقویٰ کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ضیاء الامتؒ ذکر کو عشق کا اور فکر کو عقل کا ذریعہ قرار دیتے ہیں، اور دونوں کے امتزاج کو ایک کامل قرآنی و صوفیانہ روش سمجھتے ہیں۔ یہ بات درج ذیل مثالوں سے واضح ہوتی ہے۔

مثال اول:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ ذِكۡرٗا كَثِيرٗا"[16]

اے ایمان والو! اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو۔

صوفیانہ سلوک میں ذکرِ کثیر دل کی حیات اور قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ تفسیر ضیاء القرآن میں ذکرِ الٰہی کو نہ صرف زبان کا زینت قرار دیا گیا ہے بلکہ دل کا غذا بھی۔ پیر کرم شاہ الازہریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کو "ذکر کثیر" یعنی زبان و دل دونوں سے کثرتِ یادِ خدا کی دعوت دی گئی ہے۔ اس شائستہ و

---

[15] تفسیر ضیاء القرآن، ج:01، ص:30

[16] الاحزاب، 41:33

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

صوفیانہ اندازِ بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذکر انسان کو باطنی تربیت، روحانی ارتقاء اور قلبی سکون کی طرف مائل کرتا ہے—یہی تصوف کی بنیادی کشش ہے، جہاں ذکر زندگی کا مرکز بن جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

"أَلَا بِذِكْرِ ٱللَّهِ تَطْمَئِنُّ ٱلْقُلُوبُ"[17]

سن لو! اللہ کے ذکر سے دل سکون پاتے ہیں۔

تصوف کا پہلو:

ذکرِ الٰہی دلوں کے سکون کا سرچشمہ ہے۔ دنیا کی رنگینی، مال و دولت یا لذتیں انسان کو وقتی خوشی تو دیتی ہیں لیکن قلبی اطمینان صرف اللہ کی یاد میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کرام نے ذکر کو "روح کی غذا" قرار دیا ہے۔ یعنی جب بندہ ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو دل کے اضطراب ختم ہو جاتے ہیں اور ایمان کی کیفیت مزید پختہ ہو جاتی ہے۔ ذکرِ الٰہی انسان کو کثرتِ اغیار سے نجات دے کر قربِ حق میں داخل کرتا ہے۔ باطنی سکون صرف اسی وقت ملتا ہے جب دل اللہ کے ساتھ جڑ جائے۔ اسی بنیاد پر اہلِ تصوف ذکر کو سلوک اور تزکیہ نفس کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ اس آیت کے تحت پیر محمد کرم شاہ لکھتے ہیں۔

> ذکر الٰہی سے دل میں اطمینان اور سکون پیدا ہوتا ہے یہی وہ نور ہے جس شبہات کے اندھیر بھاگ جاتے ہیں یہی وہ غذا ہے جس سے روح کو تقویت ملتی ہے اور انسان میں نیکی کی مضمر صلاحیتیں نشو نما پاتی ہیں اور جوان ہوتی ہیں اسی سے انسان میں وہ جلال اور وہ قوت نمودار ہوتی ہے جیسے شیطان پر لرزہ طاری ہوتا ہے اور اسکے منصوبے خاک میں مل جاتے ہیں۔ دنیا کی ساری نعمتوں میں سے اطمینان قلب سے عظیم نعمت ہے۔ دولت عزت، صحت اور کثرت اولاد کے باوجود بھی روح کو سکون اور دل کو چین نصیب نہیں ہوتا۔ صرف اللہ تعالی کا ذکر ہی وہ آب حیات کہ جس سے سیر کام ہونے پھر کبھی تشنگی، کوئی خلجان اور کوئی گھبراہٹ محسوس نہیں کرتا۔ وہ تختہ دار پر بھی، وہ آتش کدہ نمرود میں بھی مسکراتا ہے یہ حالت صوفیائے کرام کے نزدیک جدانیات میں سے ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مراد صوفیا کرام ہی ہیں۔[18]

مثال دوم:

"إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَاوَاتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَافِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي ٱلْأَلْبَابِ ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَاما وَقُعُودا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَاوَاتِ وَٱلْأَرْضِ"[19]

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں۔

---

[17] الرعد، 28:13

[18] تفسیر ضیاء القرآن، ج:02، ص:489

[19] آل عمران، 191:03

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ضیاء القرآن کی روشنی میں صوفیانہ پہلو:

کائنات کے مظاہر محض تماشہ نہیں بلکہ آیاتِ ربانی ہیں، جو دل و دماغ رکھنے والوں کے لیے ہدایت کے چراغ ہیں۔ اہلِ بصیرت ان مظاہر پر غور کرتے ہیں اور نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ سب کسی حکیم و قدیر کے پیدا کردہ ہیں۔ اہلِ ایمان کا حال یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔ ذکر کے لیے کوئی خاص وقت، حالت یا جگہ متعین نہیں، بلکہ مومن کا دل ہر گھڑی اللہ کی یاد سے آباد رہتا ہے۔ خواہ قیام کی حالت ہو، قعود ہو یا بستر استراحت پر لیٹنا ہو، ذکرِ الٰہی سے غفلت نہیں برتتے۔ یہی کیفیت دراصل تصوف کی روح ہے کہ بندہ اپنی ہر سانس کو ذکر کا سرمایہ بنائے۔ صوفیاء کے نزدیک ذکر محض زبان سے تکرار نہیں بلکہ دل کی بیداری اور شعور کی ہیشگی ہے۔ "**قیاماًوقعوداًوعلی جنوبهم**" میں دراصل یہ پیغام ہے کہ ذکر انسان کے وجود کا مستقل حال بن جائے، نہ کہ عارضی عمل۔ ہر حال میں ذکر کرنا تصوف کا عملی اصول ہے اور ذکر و فکر کا امتزاج ہی حقیقی ایمان کی بنیاد ہے؛ زبان سے اللہ کو یاد کرنا اور عقل و دل سے مخلوقاتِ الٰہی پر تدبر کرنا۔ صوفیانہ جہت میں یہ آیات اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ اللہ کی معرفت صرف مراقبے یا خانقاہ میں بیٹھنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ کائنات پر غور و فکر بھی ذکر کی ایک اعلیٰ ترین صورت ہے۔ اس طرح بندہ اپنے وجود اور کائنات کو دیکھ کر اپنے رب کی معرفت اور اس کی کبریائی کا ادراک کرتا ہے۔

مثال سوم

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى ٱلۡإِبِلِ كَيۡفَ خُلِقَتۡ

"کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیے گئے؟"

اس آیت کریمہ میں غور فکر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو بطور مثال پیش کیا، کیونکہ عرب کی زندگی میں اونٹ بنیادی اہمیت رکھتا تھا۔ اس کی تخلیق میں حکمت، قوتِ برداشت اور خدمتِ خلق کے پہلو نمایاں ہیں۔ صوفیانہ نگاہ میں یہ انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ وہ مخلوقات میں اللہ کی قدرت کو پہچانے اور اپنے دل کو ذکر و شکر سے منور کرے۔ اونٹ کا سب سے نمایاں وصف صبر و تحمل ہے۔ صوفیاء کے نزدیک اس میں یہ اشارہ ہے کہ سالکِ راہِ حق کو بھی اپنے نفس کی خواہشات کے بوجھ برداشت کرتے ہوئے اللہ کی رضا کے راستے پر صبر کے ساتھ چلنا چاہیے۔ ضیاء القرآن میں یہ پہلو بھی ہے کہ اگر ایک اونٹ جیسی عظیم مخلوق کی تخلیق پر تدبر کیا جائے تو انسان کا دل اللہ کی عظمت کے عرفان سے معمور ہو جاتا ہے، اور یہ کیفیت ہی تصوف کا مقصود یعنی معرفتِ الٰہی ہے۔

ضیاء النبی ﷺ "کا تجزیہ اور اس کی صوفیانہ جہات

علم و عرفان کے آسمان پر کئی ستارے اپنی آب و تاب سے چمکے، لیکن بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو خود آفتاب بن کر طلوع ہوتی ہیں اور جن کی روشنی سے ایک پورا عہد منور ہو جاتا ہے۔ حضور ضیاء الامت، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ بیسویں صدی کی ایسی ہی ایک آفتاب عالم تاب شخصیت تھے۔ آپ کی علمی و روحانی خدمات کا دائرہ انتہائی وسیع ہے، لیکن آپ کی سات جلدوں پر مشتمل تصنیف "ضیاء النبی ﷺ" بلاشبہ آپ کا وہ علمی و عرفانی شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک آپ کے نام کو زندہ رکھے گا۔ یہ کتاب محض سیرتِ نبوی ﷺ پر لکھی گئی کتابوں میں ایک اور اضافہ نہیں، بلکہ اپنے منفرد اسلوب، تحقیقی گہرائی، جامعیت اور سب سے بڑھ کر اس عاشقانہ اور عارفانہ انداز کی وجہ سے ایک امتیازی اور بے مثال مقام کی حامل

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ہے۔ یہ ایک ایسا بحرِ ذخار ہے جس میں ایک محقق کو تحقیق کے موتی بھی ملتے ہیں اور ایک صوفی کو عرفان کے لعل و گہر بھی ہاتھ آتے ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف کا پس منظر خود مصنف کی زبانی یہ تھا کہ ایک ایسی جامع کتاب ترتیب دی جائے جو نہ صرف سیرت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرے بلکہ جدید ذہن کے شبہات کا ازالہ بھی کرے۔

بیسویں صدی میں سیرت نگاری کا فن کئی چیلنجز سے نبرد آزما تھا۔ ایک طرف مستشرقین[20] کے فکری حملے تھے جو معجزات کا انکار اور نبی اکرم ﷺ کی بشری شخصیت کو محض ایک سماجی مصلح کے طور پر پیش کر کے آپ کے روحانی اور نبوی مقام کو کم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ دوسری طرف، خود مسلمانوں کے اندر عقلیت پسندی کا ایک ایسا رجحان پروان چڑھ رہا تھا جو سیرت کے روحانی اور ماورائی پہلوؤں کو شک کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ ان حالات میں، حضور ضیاء الامت نے "ضیاء النبی ﷺ" کی صورت میں ایک ایسا مدلل، مستند اور جامع جواب فراہم کیا جو نہ صرف معترضین کے اعتراضات کا علمی رد کرتا ہے، بلکہ ایک مومن کے ایمان کو بھی جلا بخشتا ہے۔ آپ نے اس کتاب میں ایک صوفی کی بصیرت اور ایک محقق کی دیانت کو یکجا کر دیا ہے۔ آپ نے نہ تو کمزور روایات کا سہارا لیا اور نہ ہی عقل و منطق کے دائرے سے باہر کوئی بات کی۔ بلکہ آپ نے مستند ترین تاریخی حوالوں اور قرآن و حدیث کے ٹھوس دلائل سے سیرتِ طیبہ کے ہر پہلو کو اس طرح ثابت کیا کہ عقل بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے اور عشق بھی وجد میں آجائے۔

اس فصل میں ہم "ضیاء النبی ﷺ" کے اسی منفرد منہج کا تجزیہ کریں گے۔ ہم دیکھیں گے کہ کس طرح آپ نے ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کے عرفانی مقام کو "**حقیقتِ محمدیہ**" کے صوفیانہ تصور کی روشنی میں بیان کیا۔ ہم اس امر کا جائزہ لیں گے کہ آپ نے معجزات، بالخصوص واقعہ معراج، کو محض واقعات کے طور پر نہیں بلکہ سالک کے روحانی سفر کی تمثیل کے طور پر پیش کیا۔ ہم اس کتاب کے اس عاشقانہ اسلوب کا مطالعہ کریں گے جس نے اسے خشک علمی تحریر کی بجائے ایک زندہ اور متحرک روحانی تجربہ بنا دیا ہے۔ اس تجزیے سے یہ حقیقت واضح ہو گی کہ "ضیاء النبی ﷺ" کی تصنیف کا مقصد محض معلومات فراہم کرنا نہیں تھا، بلکہ اس کا اصل مقصد قاری کے دل میں عشقِ رسول ﷺ کی وہ شمع فروزاں کرنا تھا جو اس کی دنیا اور آخرت کو منور کر دے۔ یہ کتاب دراصل پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے اس صوفیانہ عقیدے کی عملی تشریح ہے کہ علم کی انتہا عشق ہے، اور عشق کی معراج اتباعِ رسول ﷺ ہے۔

ضیاء النبی ﷺ "کا منہجِ تصنیف: تحقیق اور عقیدت کا امتزاج

"ضیاء النبی ﷺ" کی عظمت کا راز اس کے منفرد منہجِ تصنیف میں پوشیدہ ہے، جس میں حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق کی صلابت اور عقیدت کی حلاوت کو اس طرح یکجا کر دیا ہے کہ یہ کتاب بیک وقت عقل کو بھی مطمئن کرتی ہے اور قلب کو بھی منور کرتی ہے۔ آپ نے سیرت نگاری کے دو مروجہ انتہا پسندانہ رویوں سے اجتناب کیا۔ ایک رویہ وہ تھا جو محض عقیدت کے نام پر ضعیف اور بے سروپا روایات کا انبار لگا دیتا ہے، اور دوسرا رویہ وہ تھا جو جدیدیت اور عقلیت پسندی کے نام پر سیرت کے روحانی اور معجزاتی پہلوؤں کو مشکوک بنا دیتا ہے۔ آپ نے ان دونوں کے برعکس ایک ایسا تحقیقی اور متوازن راستہ اختیار کیا جو اسلاف کی تحقیق اور عشق کی روایت کا جامع تھا۔

[20] مغربی غیر مسلم محققین جو اسلامی علوم، تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض نے علمی دیانت سے کام کیا جبکہ اکثر کا کام نو آبادیاتی اور متعصبانہ مقاصد کا حامل رہا ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

تحقیق، استناد اور جامعیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سیرتِ طیبہ کا بیان ایک انتہائی نازک اور عظیم ذمہ داری تھی۔ آپ اس بات کے شدت سے قائل تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ کی جائے جو پایۂ ثبوت کو نہ پہنچتی ہو۔ اس اصول کی پاسداری کے لیے آپ نے تحقیق کا وہ اعلیٰ معیار قائم کیا ہے جو آپ کو اپنے دور کے سیرت نگاروں میں ایک ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔ آپ نے ہر واقعے کو اس کے اصل اور قدیم ترین مآخذ سے بیان کیا ہے۔ آپ نے محض ایک یا دو کتابوں پر انحصار نہیں کیا، بلکہ ہر موضوع پر درجنوں، بلکہ بعض اوقات سینکڑوں کتب کا مطالعہ فرمایا۔ آپ کے وسیع مطالعے کا اندازہ کتاب کے حواشی اور کتابیات کی طویل فہرست سے لگایا جا سکتا ہے، جس میں امام طبری رحمۃ اللہ علیہ [21]، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ [22]، اور ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ [23] جیسے قدیم مورخین سے لے کر شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ [24] اور سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ [25] جیسے جدید سیرت نگاروں تک سب کے حوالے موجود ہیں۔ آپ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ کسی واقعے کو بیان کرنے سے پہلے اس سے متعلق تمام روایات کو جمع کرتے، اصولِ حدیث کی کسوٹی پر ان کی سندی اور متنی حیثیت کو پرکھتے، اور پھر ان میں تطبیق دے کر ایک جامع اور مربوط تصویر پیش کرتے۔ آپ نے ضعیف اور موضوع روایات کو سختی سے رد کیا ہے، جس سے اس کتاب کی علمی ثقاہت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ "ضیاء النبی ﷺ" کے مقدمے میں آپ اپنے اس تحقیقی منہج کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "میں نے کوشش کی ہے کہ ہر بات مستند حوالے سے لکھی جائے۔ جہاں کہیں ائمہ سیر اور محدثین میں اختلاف پایا ہے، وہاں میں نے تمام اقوال کو پیش نظر رکھ کر دلائل کی روشنی میں ترجیح کی صورت پیدا کی ہے۔ میرا مقصد محض واقعات کا انبار لگانا نہیں، بلکہ ایک ایسی تحقیقی دستاویز تیار کرنا ہے جو ہر دور کے محقق کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو۔[26]"

---

[21] امام طبری، محمد بن جریر رحمۃ اللہ علیہ (839-923ء): تاریخ اسلامی کے عظیم ترین مورخین اور مفسرین میں سے ایک۔ آپ کا تعلق طبرستان (موجودہ ایران) سے تھا۔ آپ کی شہرہ آفاق تصنیف "تاریخ الرسل والملوک" (تاریخ طبری) اسلامی تاریخ کا ایک بنیادی اور جامع ترین ماخذ شمار ہوتی ہے، جبکہ آپ کی تفسیر "جامع البیان عن تاویل آی القرآن" (تفسیر طبری) کو بھی تفاسیر میں بلند پایہ مقام حاصل ہے۔

[22] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر رحمۃ اللہ علیہ (تقریباً 1301-1373ء): شام کے شہر بصریٰ میں پیدا ہونے والے جلیل القدر محدث، مورخ، اور مفسرِ قرآن۔ آپ کی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" (تفسیر ابن کثیر) اور تاریخی کتاب "البدایۃ والنہایۃ" اسلامی علوم میں بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں اور آج بھی دنیا بھر میں مستند سمجھی جاتی ہیں۔

[23] ابن ہشام، عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ (وفات 833ء): بصرہ سے تعلق رکھنے والے ابتدائی دور کے سب سے اہم سیرت نگار۔ آپ نے ابن اسحاق کی "سیرت رسول اللہ" کو تہذیب و ترتیب دے کر ایک نیا روپ دیا، جو آج "سیرت ابن ہشام" کے نام سے مشہور ہے اور سیرتِ نبوی پر سب سے قدیم اور مستند ترین کتابوں میں سے ایک ہے۔

[24] شبلی نعمانی، علامہ رحمۃ اللہ علیہ (1857-1914ء): برصغیر پاک و ہند کے نامور عالمِ دین، مورخ، مصنف، اور ماہرِ تعلیم۔ آپ نے دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ کی بنیاد رکھی۔ آپ کی سب سے مشہور تصنیف "سیرۃ النبی ﷺ" ہے، جس کی تکمیل ان کے شاگرد سید سلیمان ندوی نے کی۔ یہ کتاب اردو زبان میں سیرت پر ایک تحقیقی شاہکار مانی جاتی ہے۔

[25] سید سلیمان ندوی، علامہ رحمۃ اللہ علیہ (1884-1953ء): علامہ شبلی نعمانی کے شاگردِ رشید اور برصغیر کے جلیل القدر عالم، مورخ، اور مصنف۔ آپ نے اپنے استاد کی نامکمل "سیرۃ النبی ﷺ" کی آخری جلدیں مکمل کیں اور دار المصنفین، اعظم گڑھ کے ذریعے عظیم علمی و تحقیقی خدمات سرانجام دیں۔

[26] الازہری، پیر محمد کرم شاہ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2006)، جلد 1، مقدمہ، صفحہ 85۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

عاشقانہ اور عارفانہ اسلوب

اگر تحقیقی استناد "ضیاء النبی ﷺ" کا جسم ہے تو عشقِ رسول ﷺ اس کی روح ہے۔ یہی وہ جوہر ہے جو اس کتاب کو محض ایک خشک علمی تحقیق سے بلند کر کے ایک زندہ اور متحرک روحانی تجربہ بنا دیتا ہے۔ آپ کا قلم جب سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا بیان کرتا ہے تو وہ ایک غیر جانبدار مورخ کا قلم نہیں رہتا، بلکہ ایک سراپا ادب اور عشق و مستی میں ڈوبے ہوئے امتی کا قلم بن جاتا ہے۔ آپ کا اسلوبِ نگارش انتہائی ادیبانہ، مؤثر اور دل نشین ہے۔ آپ واقعات کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ قاری خود کو اسی ماحول میں محسوس کرنے لگتا ہے۔ شمائلِ نبوی کے بیان میں آپ کا قلم اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ آپ حضور ﷺ کے حسن و جمال اور اخلاقِ کریمانہ کو ایسے والہانہ انداز میں بیان کرتے ہیں کہ قاری کا دل محبتِ رسول ﷺ سے سرشار ہو جاتا ہے۔ آپ کے اس عاشقانہ اسلوب کی بنیاد محض ادبی مہارت نہیں، بلکہ اس کے پیچھے وہ گہری روحانی کیفیت اور فنافی الرسول کا مقام کارفرما ہے جو آپ کو حاصل تھا۔ آپ کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرنا بھی ایک عبادت ہے۔ ملا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ[27] کا یہ شعر آپ کے اس عاشقانہ اسلوب کی بہترین عکاسی کرتا ہے:

حُسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری[28]

آپ ﷺ یوسف علیہ السلام کا حسن، عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی، اور موسیٰ علیہ السلام کا چمکتا ہوا ہاتھ رکھتے ہیں؛ جو کچھ تمام حسینوں میں ہے، وہ سب آپ اکیلے رکھتے ہیں۔

یہی وہ جامعیت ہے جہاں تحقیق اور عشق، علم اور عرفان، اور عقل اور وجدان ایک دوسرے سے دست و گریباں نہیں ہوتے، بلکہ ایک دوسرے میں ضم ہو کر ایک ایسی کامل تصویر پیش کرتے ہیں جو عقل کو بھی مطمئن کرتی ہے اور روح کو بھی سیراب کرتی ہے۔ "ضیاء النبی ﷺ" کا یہی امتزاج اسے سیرت نگاری کی تاریخ میں ایک لازوال مقام عطا کرتا ہے۔

ضیاء النبی ﷺ" کی صوفیانہ جہات: ایک گہرا تجزیہ

" ضیاء النبی ﷺ" محض واقعات کا ایک تاریخی بیان نہیں، بلکہ یہ سیرتِ طیبہ کا ایک صوفیانہ اور عارفانہ مطالعہ ہے۔ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو تصوف کے ان بنیادی اصولوں کی عملی تشریح کے طور پر پیش کیا ہے جن پر روحانی سفر کی بنیاد قائم ہے۔ آپ کے اس منفرد منہج کی چند کلیدی جہات درج ذیل ہیں:

ذاتِ مصطفیٰ ﷺ بحیثیتِ مظہرِ اتم صفاتِ الٰہیہ

صوفیانہ فکر میں، بالخصوص شیخ اکبر، محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ[29] کے مکتبِ فکر میں، نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو محض ایک پیغمبر کے طور پر نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہرِ اتم (most perfect manifestation) اور "انسانِ کامل" کے نمونے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ حضور

[27] ملا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (1414-1492ء): پندرھویں صدی کے عظیم ترین فارسی شاعر، عالم اور صوفی بزرگ۔ آپ کا تعلق جام (موجودہ افغانستان) سے تھا۔ آپ کی شاعری عشقِ حقیقی اور عرفان کے مضامین سے لبریز ہے اور آپ کی نعتیں فارسی ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

[28] جامی، عبدالرحمٰن۔ کلیاتِ جامی۔ (تہران: انتشارات سنائی، 1378 شمسی)، صفحہ 112۔

[29] اندلس (اسپین) کے شہر مرسیہ میں پیدا ہونے والے تاریخِ تصوف کے عظیم ترین اور مشہور ترین صوفی بزرگ، مفکر اور فلسفی۔ آپ کو "الشیخ الأکبر" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کا نظریہ "وحدت الوجود" اسلامی فکر میں سب سے زیادہ زیرِ بحث آنے والے نظریات میں سے ایک ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ضیاء الامت نے اس عارفانہ نکتے کو "ضیاء النبی ﷺ" میں انتہائی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ آپ کے نزدیک، نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو اللہ تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت کا مظہر ہے۔ آپ ﷺ کا عدل، اللہ کے اسم "العدل" کی تجلی ہے۔ آپ کی رحمت، اللہ کے اسم "الرحمٰن" و "الرحیم" کا پرتو ہے۔ آپ کا علم، اللہ کے اسم "العلیم" کا فیضان ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں سینکڑوں مثالوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ سیرتِ محمدی ﷺ کو سمجھے بغیر صفاتِ الٰہیہ کا کامل ادراک ممکن نہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

> "حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی وہ شفاف آئینہ ہے جس میں صفاتِ الٰہیہ کا عکس سب سے کامل اور واضح صورت میں نظر آتا ہے۔ جس نے جمالِ مصطفیٰ کو دیکھ لیا، اس نے درحقیقت جمالِ خداوندی کا مشاہدہ کر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کا ایمان محض عقلی دلائل پر مبنی نہیں تھا، بلکہ یہ ایک مشاہداتی اور وجدانی ایمان تھا۔"[30]

معراج النبی ﷺ: سالک کے روحانی سفر کی تمثیل

واقعہ معراج کو بیان کرتے ہوئے حضور ضیاء الامت نے محض تاریخی روایات اور سائنسی اعتراضات کے جوابات تک خود کو محدود نہیں رکھا۔ آپ نے اس واقعے کو ایک سالک کے روحانی سفر (سلوک) کی معراج اور تمثیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ آپ کے نزدیک، معراج محض ایک جسمانی سفر نہ تھا، بلکہ یہ روحِ انسانی کے اس انتہائی عروج کا نام ہے جہاں وہ تمام مادی اور زمانی حجابات کو عبور کر کے اپنے رب سے براہِ راست ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کرتی ہے۔ آپ نے صوفیاء کی اصطلاحات، جیسے "سیر الی اللہ"، "سیر فی اللہ"، اور "سیر باللہ" کی تشریح واقعہ معراج کے مختلف مراحل کے ذریعے کی ہے۔ آپ کے نزدیک، براق پر سوار ہونا سالک کا شریعت پر قائم ہونا ہے، سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنا عقل کی حدود کا خاتمہ ہے، اور "قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ" کا مقام وہ ہے جہاں عاشق و معشوق کے درمیان تمام دوئی کے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ آپ نے اس ضمن میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ[31] کے اس قول سے استشہاد کیا ہے جس میں انہوں نے اپنی روحانی معراج کو نبی اکرم ﷺ کی معراج کا ایک ادنیٰ سا پرتو قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

> "معراج النبی ﷺ کا واقعہ صرف ایک تاریخی معجزہ نہیں، بلکہ یہ ہر دور کے سالکین کے لیے روحانی ترقی کا ایک ابدی نقشہ ہے۔ ہر سالک اپنی استعداد کے مطابق اس سفر سے اپنا حصہ پاتا ہے۔ یہ وہ بحرِ بیکراں ہے جس سے ہر پیاسا اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔"[32]

---

30 الازہری، پیر محمد کرم شاہ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2006)، جلد 3، صفحہ 220۔

31 حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 874ء): ایران کے شہر بسطام سے تعلق رکھنے والے عظیم صوفی بزرگ۔ آپ تصوف میں "سُکر" (روحانی مستی) کے حال کے لیے مشہور ہیں اور آپ کے شطحیات (وجد کی حالت میں کہے گئے کلمات) تصوف کی تاریخ کا ایک اہم باب ہیں۔

32 یہ نکتہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد خطبات اور تحریرات میں ملتا ہے، بالخصوص ان کی کتاب "سنتِ خیر الانام" میں اس پر تفصیلی بحث موجود ہے۔ سنت خیر الانام (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1985)، صفحہ 245۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

غزواتِ نبوی ﷺ کی باطنی حکمتیں

عام طور پر سیرت نگار غزوات کو محض فوجی اور سیاسی حکمتِ عملی کے نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ لیکن حضور ضیاء الامت نے ایک صوفی عارف کی بصیرت سے کام لیتے ہوئے ان غزوات میں پوشیدہ باطنی حکمتوں اور روحانی اسباق کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ آپ کے نزدیک غزوات محض دو لشکروں کی مادی جنگ نہیں تھے، بلکہ یہ حق و باطل، نور و ظلمت، اور رحمانیت و شیطانیت کی قوتوں کے درمیان ایک روحانی معرکہ آرائی تھی۔ آپ کے نزدیک غزوہ بدر محض ایک فوجی فتح نہ تھی، بلکہ یہ توکل علی اللہ، نصرتِ الٰہی اور باطل پر حق کی فتح کا ایک ابدی نمونہ تھا۔ آپ نے قرآنِ حکیم کی سورۃ الانفال کی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ بدر میں اصل لڑنے والی قوت صحابہ کی مادی طاقت نہیں، بلکہ فرشتوں کی صورت میں نازل ہونے والی نصرتِ الٰہی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:

> "غزوہ بدر ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ مادی اسباب سب کچھ نہیں۔ اگر ایمان کی قوت اور اللہ پر کامل بھروسہ ہو تو مٹھی بھر نہتے انسان بھی اپنے سے کئی گنا بڑی اور مسلح طاقت کو شکست دے سکتے ہیں۔ یہ محض ایک تاریخی واقعہ نہیں، بلکہ یہ ہر دور کے مسلمانوں کے لیے ایک ابدی اصول ہے۔"[33]

اسی طرح صلحِ حدیبیہ کو آپ محض ایک سیاسی معاہدہ نہیں، بلکہ اسے **"فتحِ مبین"** کی باطنی حکمت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ آپ کے نزدیک یہ صلح دراصل سالک کے "مقامِ رضا" کی ایک عملی تمثیل تھی، جہاں بظاہر نظر آنے والی شکست درحقیقت ایک عظیم روحانی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ آپ کا یہ عارفانہ اندازِ فکر "ضیاء النبی ﷺ" کو محض ایک تاریخی دستاویز سے بلند کر کے حکمت و معرفت کا ایک لازوال خزینہ بنا دیتا ہے۔

ضیاء النبی ﷺ" میں صوفیانہ فکر کا عملی پہلو: ایک مجددانہ نقطۂ نظر

حضور ضیاء الامت، پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ، کا تصوف محض ایک نظریاتی یا باطنی تجربہ نہیں، بلکہ یہ ایک مکمل عملی ضابطہ ہے جو فرد کی ذات سے لے کر معاشرے کی اجتماعی زندگی تک ہر پہلو پر محیط ہے۔ "ضیاء النبی ﷺ" محض صوفیانہ افکار کا ایک نظریاتی بیان نہیں، بلکہ یہ ان افکار کی عملی تطبیق کا ایک جامع منشور بھی ہے۔ آپ نے سیرتِ طیبہ کو ایک ایسے فعال اور متحرک نمونے کے طور پر پیش کیا ہے جو ہر دور کے مسلمان کے لیے انفرادی و اجتماعی زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

انفرادی سطح پر: تزکیہ اور تعمیرِ شخصیت

آپ نے "ضیاء النبی ﷺ" میں نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو ایک سالک کے روحانی سفر کی بہترین مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ آپ کے نزدیک، سیرتِ نبوی کا مطالعہ محض تاریخی معلومات حاصل کرنے کا نام نہیں، بلکہ یہ اپنی شخصیت کو نبوی سانچے میں ڈھالنے کا ایک عملی عمل ہے۔ آپ نے واضح کیا کہ حضور ﷺ کی عبادات، معاملات، اخلاق، اور روزمرہ کے معمولات، سب کے سب تزکیۂ نفس اور قربِ الٰہی کے حصول کے بہترین ذرائع ہیں۔ آپ نے اس کتاب میں ان واقعات کو خاص طور پر نمایاں کیا ہے جو نفس کے خلاف مجاہدے، صبر و استقامت، عفو و درگزر، اور توکل

---

[33] الازہری، پیر محمد کرم شاہ۔ ضیاء القرآن۔ (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1995)، جلد 2، سورۃ الانفال، آیات 9-12 کی تفسیر، صفحہ 410۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

علی اللہ جیسے صوفیانہ اوصاف کو اجاگر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، واقعہ طائف کے بیان میں، آپ محض ظلم و ستم کی داستان بیان نہیں کرتے، بلکہ اسے رضا بالقضاء اور مخلوق پر شفقت کے اس اعلیٰ ترین مقام کی مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں جہاں نبی اکرم ﷺ اپنے شدید ترین دشمنوں کے لیے بھی ہدایت کی دعا فرما رہے ہیں۔ آپ کے نزدیک سیرت کا مطالعہ اس وقت تک بے سود ہے جب تک وہ قاری کے اپنے اخلاق و کردار میں ایک مثبت تبدیلی نہ لائے۔ اس ضمن میں آپ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ [34] کے اس قول کو دہراتے ہیں کہ:

"علمِ نافع وہ ہے جو عمل میں اضافہ کرے، اور عملِ صالح وہ ہے جو اخلاص میں اضافہ کرے۔[35]"

اجتماعی سطح پر: ایک عادلانہ اور رحیمانہ معاشرے کا قیام

حضور ضیاء الامت نے تصوف کو خانقاہ کی چار دیواری سے نکال کر معاشرے کے وسیع میدان میں ایک انقلابی قوت کے طور پر پیش کیا۔ "ضیاء النبی ﷺ" میں آپ نے میثاقِ مدینہ، مواخات، اور ریاستِ مدینہ کے قیام کے واقعات کو ایک فلاحی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے ایک عملی نمونے کے طور پر بیان کیا ہے۔ آپ کے نزدیک، اسلامی ریاست کا مقصد محض سیاسی غلبہ نہیں، بلکہ ایک ایسے عادلانہ اور رحیمانہ معاشرے کا قیام ہے جہاں ہر فرد کے حقوق محفوظ ہوں، جہاں کوئی بھوکا نہ سوئے، اور جہاں عدل و انصاف سب کے لیے برابر ہو۔ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو محض ایک روحانی پیشوا نہیں، بلکہ ایک عظیم ترین مدبر، قانون ساز، اور مصلحِ معاشرہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ آپ نے صوفیانہ فکر کے اس پہلو کو اجاگر کیا ہے کہ ایک حقیقی صوفی معاشرے کے مسائل سے لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ خدمتِ خلق اس کے روحانی سفر کا ایک لازمی جزو ہے۔ آپ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ [36] کے حوالے سے فرمایا کہ:

"تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرے۔[37]"

آپ نے "ضیاء النبی ﷺ" کے ذریعے یہ پیغام دیا کہ تصوف کا حقیقی میدان خانقاہ کی خلوتیں نہیں، بلکہ معاشرے کی جلوتیں ہیں۔ ایک صوفی کا اصل کام معاشرے میں عدل، انصاف، مساوات، اور ہمدردی کی اقدار کو فروغ دینا ہے۔

---

[34] اسلام کے عظیم ترین مفکرین، فلاسفہ اور صوفیاء میں سے ایک، جن کا پورا نام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی ہے۔ آپ کی شہرہ آفاق تصنیف "احیاء علوم الدین" نے اسلامی فکر پر گہرے اور انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور تصوف کو شریعت کے اصولوں سے ہم آہنگ کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

[35] الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین۔ (بیروت: دار المعارف، تاریخ ندارد)، جلد 1، صفحہ 52۔

[36] حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (1077-1166ء): بغداد کے عظیم ترین صوفی بزرگ، جنہیں "غوث الاعظم" اور "پیرانِ پیر" کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ سلسلہ قادریہ کے بانی ہیں، جو دنیا کے بڑے صوفی سلاسل میں سے ایک ہے۔ آپ کی تعلیمات شریعت کی پابندی اور روحانیت کے گہرے امتزاج پر مبنی ہیں اور آپ کی کتاب "الغنیۃ لطالبی طریق الحق" تصوف کے طالب علموں کے لیے ایک اہم رہنما کتاب ہے۔

[37] الجیلانی، عبد القادر۔ الغنیۃ لطالبی طریق الحق۔ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1997)، جلد 1، صفحہ 89۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ضیاء النبی ﷺ "کا روحانی اور اخلاقی پیغام:

حضور ضیاء الامت، پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ، کے نزدیک سیرتِ طیبہ کا مطالعہ محض ایک فکری یا علمی مشق نہیں، بلکہ اس کا اصل مقصد قاری کی زندگی میں ایک عملی، روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کرنا ہے۔ "ضیاء النبی ﷺ" اسی مقصد کی آئینہ دار ہے۔ یہ کتاب محض نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے واقعات بیان نہیں کرتی، بلکہ یہ ہر واقعے میں پوشیدہ ان ابدی روحانی اور اخلاقی اسباق کو اجاگر کرتی ہے جو ہر دور کے انسان کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آپ نے تصوف کو خانقاہ کی چار دیواری سے نکال کر روزمرہ کی زندگی میں نافذ کرنے کا عملی درس دیا ہے، اور "ضیاء النبی ﷺ" اس منہج کی بہترین عملی تشریح ہے۔

- **صبر واستقامت کا پیغام:** آپ نے "ضیاء النبی ﷺ" میں مکی زندگی، بالخصوص شعبِ ابی طالب کے صبر آزما واقعات کو انتہائی دردمندی سے بیان کیا ہے۔ آپ کے نزدیک یہ واقعات محض تاریخی ظلم کی داستان نہیں، بلکہ یہ ایک سالک کے لیے صبر، استقامت اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے کا ایک ابدی سبق ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے شدید ترین مشکلات کے باوجود حق کا دامن نہیں چھوڑا، اسی طرح ایک سالک کو بھی روحانی راستے کی مشکلات میں صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ آپ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ[38] کے واقعے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "تپتی ہوئی ریت پر لٹایا جانا، سینے پر بھاری پتھر رکھنا، اور پھر بھی زبان سے 'اَحَدٌ اَحَدٌ' کی صدا کا بلند ہونا، یہ محض ایک تاریخی واقعہ نہیں، بلکہ یہ عشقِ الٰہی کی وہ لازوال داستان ہے جو قیامت تک آنے والے عشاق کو یہ سبق دیتی رہے گی کہ حق کی راہ میں ہر تکلیف راحت ہے اور اس کی رضا کے لیے ہر قربانی سعادت ہے۔"[39]

- **عفو ودرگزر اور رحمت کا درس:** آپ نے فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے عام معافی کے اعلان کو سیرت کا ایک اہم ترین واقعہ قرار دیا ہے۔ آپ کے نزدیک یہ محض ایک سیاسی حکمتِ عملی نہیں تھی، بلکہ یہ رحمت للعالمین ﷺ کے اس خلقِ عظیم کا مظہر تھا جو تصوف کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔ آپ نے اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے یہ نکتہ اجاگر کیا ہے کہ ایک صوفی کا دل کینے اور انتقام سے پاک ہوتا ہے۔ جس طرح

---

[38] حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ (وفات تقریباً 640ء): نبی اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور اسلام کے پہلے مؤذن۔ آپ کا تعلق حبشہ (موجودہ ایتھوپیا) سے تھا اور آپ مکہ میں غلام تھے۔ اسلام قبول کرنے کی پاداش میں آپ کو شدید ترین تکالیف دی گئیں، لیکن آپ استقامت کا پہاڑ بنے رہے۔ آپ کا اذان دینا اسلامی تاریخ کے سب سے پر اثر لمحات میں سے ایک ہے۔

[39] الازہری، پیر محمد کرم شاہ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2006)، جلد 2، صفحہ 240۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

حضور ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں کو معاف فرمادیا، اسی طرح ایک سالک کو بھی اپنے نفس پر قابو پاکر دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا چاہیے۔ آپ نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ [40] کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ:

"لوگوں سے انتقام لینا نفسِ امارہ کا کام ہے، اور انہیں معاف کر دینا قلبِ مطمئنہ کی نشانی ہے۔"[41]

- **تواضع و انکسار کا عملی نمونہ :** آپ نے "ضیاء النبی ﷺ" میں نبی اکرم ﷺ کی عاجزی اور انکساری کے ان گنت واقعات کو بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ کا اپنی بکری کا دودھ خود دوہنا، اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگانا، اور غریبوں اور مسکینوں کی مجلس میں بیٹھنا، یہ سب واقعات آپ کے نزدیک تصوف کے اس بنیادی اصول کی عملی تشریح ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا مرتبہ سب سے زیادہ عاجزی اختیار کرنے والے کا ہے۔ آپ نے اس حدیثِ مبارکہ کو بار بار بیان کیا ہے:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ[42]

جو اللہ کے لیے عاجزی کرتا ہے، اللہ اسے بلند کر دیتا ہے۔

الغرض، "ضیاء النبی ﷺ" کا صوفیانہ پہلو محض اس کے علمی مباحث میں نہیں، بلکہ اس روحانی اور اخلاقی پیغام میں ہے جو اس کی ہر سطر سے پھوٹتا ہے۔ یہ کتاب سیرت کو ایک زندہ، عملی اور قابلِ تقلید نمونے کے طور پر پیش کرتی ہے اور قاری کو اپنی زندگی کو اسی نبوی سانچے میں ڈھالنے کی دعوت دیتی ہے۔

ضیاء النبی ﷺ "کا مجموعی اثر اور اس کا صوفیانہ ورثہ

گزشتہ نصف صدی سے زائد عرصے سے "ضیاء النبی ﷺ" علمی، ادبی اور روحانی حلقوں میں ایک مینارۂ نور کی حیثیت سے قائم ہے۔ اس کتاب نے نہ صرف سیرت نگاری کے فن کو ایک نئی جہت عطا کی، بلکہ اس نے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ رسول ﷺ کی شمع کو مزید فروزاں کیا ہے اور ان کے افکار و کردار پر گہرے اور مثبت اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس کے صوفیانہ ورثے اور اثرات کا جائزہ لینا اس کتاب کی حقیقی عظمت کو سمجھنے کے لیے ناگزیر ہے۔

- **علمی و تحقیقی حلقوں پر اثر":** ضیاء النبی ﷺ" نے اپنی اشاعت کے فوراً بعد علمی و تحقیقی حلقوں میں اپنی ساکھ قائم کرلی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اس کا وہ مستند اور مدلل تحقیقی منہج تھا جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان کی تقریباً تمام بڑی جامعات اور دینی مدارس نے اسے سیرت کے موضوع پر ایک بنیادی ماخذ کے طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ اس کتاب پر درجنوں ایم۔ فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی سطح کے تحقیقی مقالات لکھے جا چکے ہیں، جو اس کی علمی اہمیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس نے مستشرقین کے اعتراضات کا جو مدلل اور تحقیقی جواب دیا ہے،

[40] اسلام کے عظیم ترین مفکرین، فلاسفہ اور صوفیاء میں سے ایک، جن کا پورا نام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی ہے۔ آپ کی شہرہ آفاق تصنیف "احیاء علوم الدین" نے اسلامی فکر پر گہرے اور انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور تصوف کو شریعت کے اصولوں سے ہم آہنگ کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

[41] الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین۔ (بیروت: دار المعارف، تاریخ ندارد)، جلد 3، کتاب آداب الصحبۃ والمعاشرۃ۔

[42] الترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ سنن الترمذی۔ کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی التواضع۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اس نے جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کو فکری طور پر ایک مضبوط بنیاد فراہم کی ہے اور ان کے اندر اسلام کے بارے میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ[43] جو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے صدر تھے، نے اس کتاب کو، بیسویں صدی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"ضیاء النبی ﷺ محض ایک کتاب نہیں، بلکہ یہ ایک علمی تحریک ہے۔ اس نے سیرت نگاری کے میدان میں تحقیق کے نئے دروازے کھولے ہیں اور مستشرقین کے فکری حملوں کے سامنے ایک ناقابلِ تسخیر بند باندھ دیا ہے۔[44]"

- **عوام الناس اور روحانی حلقوں پر اثر** : "ضیاء النبی ﷺ" کی مقبولیت محض علمی حلقوں تک محدود نہیں، بلکہ عوام الناس اور روحانی حلقوں میں بھی اسے بے پناہ پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اس کا عاشقانہ اور وجد آفریں اسلوب ہے۔ یہ کتاب دل کی زبان میں لکھی گئی ہے اور براہِ راست دل پر اثر کرتی ہے۔ پاکستان، ہندوستان، یورپ اور امریکہ کے لاکھوں گھروں میں آج بھی اس کتاب کی باقاعدہ محفلیں منعقد ہوتی ہیں، جہاں اسے پڑھا اور سنا جاتا ہے اور لوگ عشقِ رسول ﷺ کی روحانی کیفیات سے سرشار ہوتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ کے مہینے میں تو اس کی مانگ میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ بہت سے صوفی سلاسل، بالخصوص چشتیہ سلسلہ، نے اس کتاب کو اپنے مریدین کی روحانی تربیت کے لیے ایک لازمی جزو بنا لیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب محض علمی معلومات فراہم نہیں کرتی، بلکہ یہ دلوں میں محبتِ رسول ﷺ کی آگ بھڑکاتی ہے، جو کہ تصوف کی راہ کا پہلا اور آخری سبق ہے۔
- **صوفیانہ فکر کی تجدید میں کردار** : "ضیاء النبی ﷺ" نے بیسویں صدی میں صوفیانہ فکر کی تجدید اور احیاء میں بھی ایک کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ایک ایسے دور میں جب تصوف کو محض چند بے عمل رسوم یا غیر اسلامی تصورات سے تعبیر کیا جانے لگا تھا، حضور ضیاء الامت نے اس کتاب کے ذریعے تصوف کی حقیقی روح کو دوبارہ اجاگر کیا۔ آپ نے ثابت کیا کہ حقیقی تصوف کا سرچشمہ ذاتِ رسالت مآب ﷺ ہے اور سب سے بڑا صوفی اور عارف خود نبی اکرم ﷺ ہیں۔ آپ نے سیرتِ طیبہ کے ہر پہلو کو صوفیانہ سلوک کے ایک عملی سبق کے طور پر پیش کیا۔ آپ نے یہ واضح کیا کہ تصوف شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ شریعت پر اس کی روح کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے۔ اس کتاب نے ان تمام صوفیاء کے لیے ایک مستند ماخذ فراہم کیا ہے جو اپنے مسلک کو قرآن و سنت کے ٹھوس دلائل پر استوار کرنا چاہتے ہیں۔

الغرض، "ضیاء النبی ﷺ" کا صوفیانہ ورثہ کثیر الجہت اور لازوال ہے۔ یہ محض ایک کتاب نہیں، بلکہ یہ ایک زندہ روحانی اور فکری تحریک ہے جس کے اثرات آج بھی مسلم معاشرے پر واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کے عشقِ رسول ﷺ، علمی گہرائی، اور مجددانہ بصیرت کا ایک ایسا حسین امتزاج ہے جو رہتی دنیا تک طالبانِ حق کے لیے مشعلِ راہ بنا رہے گا۔

[43] ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ (1950–2010ء): پاکستان کے ایک نامور اسلامی اسکالر، قانون دان، اور ماہرِ تعلیم تھے۔ آپ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے صدر اور پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کے جج بھی رہے۔ آپ کا شمار اسلامی قانون، تعلیم، اور بین المذاہب ہم آہنگی کے شعبوں میں ایک اتھارٹی کے طور پر ہوتا تھا۔

[44] غازی، محمود احمد۔ محاضراتِ سیرت۔ (لاہور: الفیصل ناشران، 2012)، صفحہ 45۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

خلاصۂ بحث:

"ضیاء النبی ﷺ" کا یہ تفصیلی تجزیہ اس حقیقت کو پایۂ ثبوت تک پہنچاتا ہے کہ یہ کتاب سیرت نگاری کی تاریخ میں محض ایک اور کتاب کا اضافہ نہیں، بلکہ یہ اپنے منفرد صوفیانہ اور عارفانہ منہج کی بدولت ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضور ضیاء الامت، پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شاہکار میں تحقیق کی گہرائی اور عشق کی والہانہ پرواز کو اس طرح یکجا کر دیا ہے کہ یہ کتاب بیک وقت عقل کو بھی اپیل کرتی ہے اور روح کو بھی سیراب کرتی ہے۔ آپ نے سیرتِ طیبہ کو ایک زندہ اور متحرک حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے جو ہر دور کے فرد اور معاشرے کے لیے مکمل رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ آپ نے ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کے عرفانی مقام، معجزات کی روحانی حکمتوں، اور غزوات کے باطنی اسباق کو جس عارفانہ بصیرت سے بیان کیا ہے، وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ آپ نے ثابت کیا کہ حقیقی تصوف قرآن وسنت سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ یہ قرآن وسنت کی روح میں اتر کر اس کے باطنی جواہر پاروں کو حاصل کرنے کا نام ہے۔ "ضیاء النبی ﷺ" محض ایک علمی کارنامہ نہیں، بلکہ یہ ایک روحانی دعوت ہے، ایک عشقیہ نغمہ ہے، اور ایک اصلاحی تحریک ہے۔ یہ کتاب پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے اس مجددانہ کارنامے کا لازوال ثبوت ہے جس کے ذریعے انہوں نے بیسویں صدی میں تصوف کی حقیقی روح کو دوبارہ زندہ کیا اور اسے آج کے دور کے انسان کے لیے قابلِ عمل اور متعلقہ بنایا۔ یہ کتاب رہتی دنیا تک عاشقانِ رسول ﷺ کے دلوں کو گرماتی رہے گی اور سالکینِ راہِ حق کے لیے مشعلِ راہ بنی رہے گی۔